شذرات

حال ہی میں گورنر مغربی پاکستان کے ایک خصوصی حکم کے ذریعہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی قانونی حیثیت متعین کردی گئی ہے۔ اس حکم کے تحت اب اسے باقاعدہ طور پر یہ اختیارات دیئے گئے ہیں کہ جو عربی و دینی مدارس اور دارالعلوم اس سے الحاق چاہیں، انہیں اپنے ساتھ ملحق کرے۔ اپنے فارغ التحصیل طلبہ کو ڈگریاں اور ڈپلومے دے۔ تعلیم و تدریس اور اسلامی علوم میں ریسرچ کا خاطر خواہ انتظام کرے۔ نیز ائمہ اور خطباء کو تربیت دے۔ جامعہ کے امیر گورنر مغربی پاکستان ہوں گے۔ ادارہ کا یہ عہدہ یونیورسٹیوں کے چانسلر کے ہم مرتبہ ہے۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا قیام محکمۂ اوقاف مغربی پاکستان کی طرف سے عمل میں آیا ہے۔ اور اکتوبر ۱۹۶۳ء میں صدر پاکستان نے اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا تھا۔

آزادی کے بعد پاکستان میں مسلمانوں کی قومی و ملی زندگی کے ہر شعبے کو منظم کیا جا رہا ہے۔ محکمۂ اوقاف کا قیام اور وقف املاک، مساجد اور مزاروں کا اس کی نگرانی میں آنا، اس سلسلے کا پہلا قدم تھا۔ اب جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی تشکیل اور اسے اس امر کا اختیار دینا کہ وہ صوبے کے دوسرے عربی و دینی مدارس و دارالعلوموں کا اپنے ساتھ الحاق کر سکتی ہے، ہماری ایک بڑی اہم دینی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ اور آگے بڑھے گا اور جس طرح پاکستان میں سیاسی، تعلیمی، صنعتی اور معاشی تنظیمات بروئے کار آ رہی ہیں، اسی طرح مسلمانان پاکستان کے دینی شعبہ ہائے حیات بھی منظم ہوتے جائیں گے۔ اور پاکستان صحیح معنوں میں ایک اسلامی و قومی مملکت کی حیثیت سے دنیا میں اپنا ایک ممتاز مقام پیدا کرے گا۔

تنظیم اور منصوبہ بندی اس دور کی اولین ضروریات میں سے ہیں اور کوئی قوم اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں انہیں نظر انداز کر کے آج کی دنیا میں اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی۔

خدا کے فضل سے اِس وقت پاکستان میں عربی و دینی مدارس کی کوئی کمی نہیں، اور خاص طور پر قیام پاکستان کے بعد ان کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ بے شک یہ بڑی خوشی کی بات ہے، اور ہم علمائے کرام کی اس ہمت اور دینی خدمت کا اعتراف کرتے ہیں، لیکن بدقسمتی سے ان مدارس کا قیام اکثر و بیشتر کسی نظم و ضابطے کے بغیر ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف ان سے خاطر خواہ نتائج کا نکلنا امر محال ہے، بلکہ اس سے ایک طرح ملت میں انتشار بڑھ رہا ہے۔ محکمہ اوقاف نے ایک مرکزی جامعہ اسلامیہ قائم کر کے اور اسے مدارس اور دارالعلوموں سے الحاق کا حق دے کر یقیناً دینی تعلیم کی موجودہ بدنظمی و انتشار کے سدباب کی ایک راہ کھولی ہے۔

موجودہ دینی مدارس کی تنظیم کی شدید ضرورت کا احساس خود ہمارے علمائے کرام کو بھی ہے کچھ عرصہ پہلے مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے امیر مولانا محمد اسماعیل صاحب نے مشرقی پاکستان کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

تعلیم کو منظم ہونا چاہیئے۔ چھوٹی درسگاہوں کا تعلق بڑی جامعہ یا کلیہ سے ہونا چاہیئے۔ نصاب میں توازن ہونا چاہیئے۔ طلبا کی نقل و حرکت پر پابندی ہونی چاہیئے۔ سرٹیفیکیٹ کے سلسلے سے انہیں پابند کر دینا چاہیئے۔ صحیح طور پر تو یہ نظام اس وقت چل سکتا ہے کہ حکومت اس ذمہ داری کو عقیدت اور ہمدردی کے جذبات سے سنبھالے۔

گزشتہ مہینے ضلع لائلپور میں مولانا موصوف نے اپنی ایک تقریر میں پھر اسی مسئلے پر زور دیا اور فرمایا

"ملک میں دینی مدارس کی کافی تعداد موجود ہے۔ ان میں چند مدارس اچھی خدمت سرانجام دے رہے ہیں، مگر ہماری ہونے والی پود اور ہمارے مدارس کے نوآموز نوجوان تعلیمی انتشار اور بدنظمی کے موجب ہو رہے ہیں۔ وہ دیہات میں چھوٹے چھوٹے مدارس کھول رہے ہیں جن کا نتیجہ یہ کہ باہم ربط نہیں، بلکہ رقابت ہے۔ باہم آویزش ہے۔ تعلیمی ترقی کے بجائے یہ مدارس معاشی جنگ کی آماجگاہ بن گئے ہیں۔ یہ حضرات جماعت کی جیب پر بوجھ ہیں — اور باہم رقابت اور بدنظمی کی وجہ سے مضر ثابت ہو رہے ہیں۔"

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نہ صرف ہمارے پرانے برگزیدہ علمائے کرام میں سے ہیں، بلکہ ان کا خود عمر بھر کا درس و تدریس کا تجربہ ہے، اور ظاہر ہے اس بارے میں ان کی رائے غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ اس ضمن میں موجودہ دینی مدارس کی بدنظمی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا۔ "ان میں کوئی باقاعدہ نصاب نہیں۔ طلبہ کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہیں۔ مدارس تعلیم کے بجائے آوارگی کی درس گاہیں بن گئی ہیں۔ سالہا سال صرف کرنے کے باوجود جو لوگ یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں، وہ ملت کے لئے کوئی مفید خدمت سرانجام نہیں دے سکتے، بلکہ بسااوقات انتشار اور تفریق بین المسلمین کا موجب بنتے ہیں۔"

آخر میں آپ نے بڑی دردمندی سے حضرات علماء اور با اثر افراد سے استدعا کی ہے کہ وہ اس تعلیمی انتشار کو روکنے کی کوشش کریں ورنہ موصوف کے الفاظ میں "اگر چندے ہم نے ان نقائص کی اصلاح نہ کی تو تعجب نہ ہوگا کہ آپ کے یہ مدارس خالی ہو جائیں۔"

دینی تعلیم اور دینی مدارس کے روز افزوں انتشار و بدنظمی میں محکمہ اوقاف مغربی پاکستان کا یہ اقدام کتنا ضروری، مفید اور دور رس اثرات کا حامل ہے، اس کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ کچھ بعید نہیں کہ جس طرح عباسیوں کے بغداد میں جامعہ نظامیہ کے قیام نے سلجوقیوں کے وزیر خواجہ نظام الملک کو شہرت دوام بخشی، اسی طرح بہاولپور میں جامعہ اسلامیہ کا قیام محکمہ اوقاف مغربی پاکستان کے ناظم اعلیٰ شیخ محمد اکرام کے نام کو ہماری ملی تاریخ میں ہمیشہ زندہ و تابندہ رکھے۔ اور اس سے ہمارے ہاں دینی تعلیم کے ایک نئے دور کا آغاز ہو۔

محکمہ اوقاف نے تصوف اور تراجم رجال کی بعض بنیادی کتابیں شائع کرنے کا جو پروگرام بنایا تھا بحمد اللہ وہ بھی اب تکمیل کے قریب ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ دو ماہ کے اندر اس سلسلے کی متعدد کتابیں چھپ کر تیار ہو جائیں گی۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے قیام کی طرح ان کتابوں کی اشاعت بھی محکمہ اوقاف کا ایک زرین کارنامہ ہے جس سے کہ ملت کی تعمیر میں بڑی مدد ملے گی۔